(صرف احمدی احباب کی تعلیم تربیت کے لئے)

قرآن وسنت کا چلے گا

کسی ایرے غیرے کا نہیں

بجواب

فیصلہ آپ کریں

قرآن وسُنّت کا چلے گا

کسی اَیرے غیرے کا نہیں

بجواب

فیصلہ آپ کریں

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فیصلہ!

مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان نے ایک دو ورقہ شائع کیا ہے جس کا عنوان ہے ''فیصلہ آپ کریں'' یہ دو ورقہ عبد الرحمان یعقوب باوا کا مرتب کردہ ہے۔ اس میں مذکور ہر اعتراض کے ترتیب وار جواب سے قبل تمہید کے طور پر ایک دلچسپ واقعہ قارئین کی خدمت میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔

مؤرخہ 27 اگست 1979ء کو بنگلہ (نول والہ) جھنگ میں دیو بندی عالم جناب حق نواز صاحب جھنگوی اور بریلوی عالم جناب محمد اشرف سیالوی صاحب کے مابین ایک مناظرہ سرکاری نگرانی میں منعقد ہوا جس کا موضوع یہ تھا۔

''دیو بندی مناظر یہ ثابت کرے گا کہ علماء بریلی کی عبارات جو ان کی کتب معتبرہ میں موجود ہیں گستاخانہ اور توہین انبیاء پر مبنی ہیں۔ جبکہ بریلوی مناظر یہ ثابت کرے گا کہ علماء دیو بند کی عبارات جو ان کی کتب معتبرہ میں موجود ہیں گستاخی اور توہین انبیاء پر مبنی ہیں''

اس مناظرہ میں فریقین نے بالاتفاق بغرض ثالثی فیصلہ تین اصحابِ علم و دانش کو منصف مقرر کیا۔ اور فریقین نے یہ اقرار کیا کہ ان معزز ثالث حضرات کا فیصلہ انہیں قبول ہوگا۔

اس مناظرہ کے متعلق منصفین کرام نے اپنا فیصلہ سناتے ہوئے لکھا۔

''ہم منصفین بالاتفاق فیصلہ کرتے ہیں اور اس مناظرہ میں مولانا محمد اشرف

صاحب (سیالوی) بریلوی مناظر کونسبتاً وزنی استدلال کی بناء پر کامیاب قرار دیتے ہیں'' (مناظرہ جھنگ۔صفحہ ۲۹۴ شائع کردہ مکتبہ فریدیہ ساہیوال)

قارئین کرام! ان منصفین نے جو متفقہ فیصلہ لکھا ہے اس میں انہوں نے یہ نہیں لکھا کہ بریلوی یا دیو بندی فرقہ کی کتب معتبرہ میں گستاخی اور توہین انبیاء پر مبنی عبارات موجود نہیں اور یہ الزام محض افتراء ہے بلکہ یہ لکھا ہے کہ ہم ''**بریلوی مناظر**'' کو ان کے نسبتاً وزنی استدلال کی بناء پر کامیاب قرار دیتے ہیں۔ گویا ان الفاظ میں منصفین نے بالواسطہ طور پر بالاتفاق یہ تسلیم کیا ہے کہ گستاخی اور توہین انبیاء کی بابت عبارات تو دونوں فرقوں کی کتب معتبرہ میں موجود ہیں۔ البتہ وزنی استدلال کے معاملے میں بریلوی مناظر کو دیو بندی مناظر پر برتری حاصل ہوئی ہے۔

آج یہی گستاخان رسولؐ ہیں جو امت کے دوسرے عشاقانِ رسول پر گستاخی کا الزام لگا رہے ہیں۔

معزز قارئین! ہم ان کے ایک ایک الزام کا جواب اور اس کی حقیقت آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

---۱---

باوا صاحب نے حضرت مرزا صاحب کے ایک عربی شعر کا ترجمہ درج کیا ہے کہ

''اس (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا۔ اب کیا تو انکار کرے گا''

(اعجاز احمدی۔صفحہ ۷۱)

جناب باواصاحب اتنے کور باطن انسان ہیں کہ انہیں پتہ نہیں چلتا کہ اعتراض کس پر کر رہے ہیں۔ حقیقت میں یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر اعتراض کر رہے ہیں تمام علماء جانتے ہیں کہ چاند، سورج گرہن کی پیشگوئی حضرت مرزا صاحب نے نہیں کی بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی تھی اور یہ بھی جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں چاند کا گرہن ہوا تھا۔ یہی بات حضرت مرزا صاحب نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے اظہار کے لئے بیان کی ہے۔ اور چاند اور سورج کے گرہن کو آج تک کسی احمدی عالم نے حضرت مرزا صاحب کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فضیلت کے طور پر پیش نہیں کیا۔ لیکن یہ باواصاحب اتنے جاہل ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی جو ایک روشن حقیقت کی طرح چلی آ رہی ہے گزشتہ چودہ سو سال میں دین کے منکرین نے یہ سوال نہیں اٹھایا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تو ایک چاند ہی کو گرہن لگا تھا اور مہدیؑ کے لئے دو کو گرہن لگے گا۔ اور کسی نے اس وجہ سے مہدیؑ کی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر فضیلت کا نہیں سوچا۔ لیکن باواصاحب کے ذہن میں یہ فتنہ کوندا ہے کہ مرزا صاحب نے اپنی تائید میں یہ نشان پیش کر کے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی فضیلت کا اعلان کیا ہے۔ یہ باواصاحب کی نیت کی کجی نہیں تو اور کیا ہے۔ حملہ تو بظاہر حضرت مرزا صاحب پر کرتے ہیں لیکن عملاً ان باتوں پر کرتے ہیں جو حضرت مرزا صاحب کی تخلیق نہیں بلکہ وہ مسائل بیّنہ ہیں جن کی سند حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔

اگرچہ کثرت کے ساتھ علماء نے چاند سورج گرہن کی پیشگوئی والی حدیث کو قبول کیا ہے اور ہندوپاکستان میں حضرت مرزا صاحب سے پہلے اس کا خوب چرچا تھا۔ کہ چاند اور سورج کو گرہن لگے گا۔ لیکن اب مرزا صاحب کے بعد یہ اسے امام باقرؒ کا قول قرار دینے لگے ہیں تاکہ مرزا صاحب سے کسی نہ کسی طریق سے چھٹکارا مل جائے۔

جن کے زمانہ میں ۱۸۹۴ءمیں معینہ تاریخوں میں چانداور سورج کو گرہن لگا۔

یہ الگ بحث ہے لیکن اس وقت بحث یہ ہے کہ چانداور سورج دو کا گرہن ہونا حضرت مرزا صاحب کی ایجاد نہیں کہ ان پر الزام دیا جائے کہ اپنی فضیلت کی خاطر ایک کی بجائے دو گرہن بنا لئے ہیں۔

اسے اگر حدیث نبوی نہ بھی مانیں تو یہ امام باقرؒ (۵۷ھ تا۱۱۴ھ) کی پیشگوئی ثابت ہے جو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے پوتے اور امام زین العابدینؒ کے بیٹے تھے۔کروڑ ہا شیعہ انہیں امام مانتے ہیں۔ان کی طرز روایت یہ نہ تھی کہ سلسلہ وار واقعات سناتے کہ انہوں نے فلاں سے سنا اور فلاں نے فلاں سے سنا بلکہ اہلِ بیتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ان کی پرورش ہوئی۔اور جو باتیں وہ وہاں سنتے تھے وہی بیان فرما دیتے تھے۔ اس لئے ان کی بیان فرمودہ روایت کو دوسرے پیمانے سے نہیں پرکھا جائے گا۔ بلکہ ان بزرگ آئمہ کے مقام اور ان کی نیکی اور تقویٰ کے اعلیٰ مقام اور مرتبہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے جو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کریں اسے بدرجہ اولیٰ ملحوظ رکھنا ہوگا۔

چنانچہ حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''ائمہ اہل بیت کا یہی طریق تھا کہ وہ بوجہ اپنی وجاہت ذاتی کے سلسلہ حدیث کو نام بنام آنحضرت ﷺ تک پہنچانا ضروری نہیں سمجھتے تھے ان کی یہ عادت شائع متعارف ہے چنانچہ شیعہ مذہب میں صدہا اسی قسم کی حدیثیں موجود ہیں اور خود امام دارقطنی نے اس کو احادیث کے سلسلہ میں لکھا ہے''

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد۲۲ ص۲۰۴)

چنانچہ فن اسماء الرجال کے ماہرین لکھتے ہیں

''رَوَیٰ عَنْ اَبِیْہِ وَجَدَّیْہِ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ وَجَدِّ اَبِیْہِ عَلِیِّ بْنِ اَبِی طَالِبٍ مُرْسَلٌ''

(تہذیب التہذیب از امام ابن حجر العسقلانی جلد۹ ص۳۳۱ نمبر۵۸۲ زیر نام محمد بن علی بن حسین)

یعنی حضرت امام باقر محمد بن علیؒ اپنے باپ امام زین العابدین اور اپنے دادوں امام حسن اور امام حسین اور اپنے باپ کے دادا حضرت علیؓ سے مرسل روایت کرتے ہیں
اسی طرح شیعہ لٹریچر میں لکھا ہے کہ حضرت امام باقرؒ فرماتے ہیں کہ
''جب میں کوئی حدیث بیان کرتا ہوں اور اس کی سند بیان نہیں کرتا تو اس کی سند اس طرح ہوتی ہے کہ مجھ سے میرے پدر بزرگوار نے بیان کیا اور ان سے میرے جد نامدار امام حسین علیہ السلام نے اور ان سے ان کے جد امجد جناب رسالتماب ﷺ نے فرمایا اور آپ سے جبرئیل امین نے بیان کیا اور ان سے خداوند عالم نے ارشاد فرمایا''
(بحار الانوار حصہ ۴ ص ۱۷ مترجم ڈاکٹر محمد حبیب الثقلین النقوی محفوظ بک ایجنسی امام بارگاہ مارٹن روڈ کراچی ۵)

اب باوا صاحب مانیں نہ مانیں کروڑہا علماء اس روایت کو مانتے چلے آئے ہیں۔ اور باوا صاحب جیسے کج بحث بھی اس حقیقت سے بہرحال انکار نہیں کر سکتے کہ یہ حضرت مرزا صاحب کی بنائی ہوئی پیشگوئی نہیں۔ اگر بنائی ہے تو پھر ضرور امام باقرؒ نے بنائی ہے۔ پس کیا امام باقرؒ نے ایسا امام مہدی علیہ السلام کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فضیلت ثابت کرنے کے لئے کیا تھا؟

ضمناً یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ یہ روایت حدیث کی کتاب دارقطنی میں موجود ہے جسے سنی علماء ایک پائے کی کتاب تسلیم کرتے ہیں۔

علاوہ ازیں یہ امر بھی ملحوظ خاطر رہے کہ باوا صاحب نے اپنی بددیانتی کا یہاں بھی کرشمہ دکھایا ہے۔ جس نظم کا یہ شعر ہے اُسی میں دو شعروں کے بعد حضرت مرزا صاحب نے فرمایا ہے ؎

وَ اَنّٰی لِظِلٍّ اَنْ یُّخَالِفَ اَصْلَهٗ
فَمَا فِیْهِ فِیْ وَجْهِیْ یَلُوْحُ وَ یَزْهَرُ

یعنی اور سایہ کیونکر اپنے اصل سے مخالف ہوسکتا ہے پس وہ روشنی جو اس میں ہے وہ مجھ میں چمک رہی ہے۔(اعجاز احمدی روحانی خزائن جلد ۱۹ ص ۱۸۳)

حضرت مرزا صاحب تو اپنے آپ کو حضور ﷺ کا سایہ قرار دے رہے ہیں نہ کہ نعوذ باللہ آپ سے افضل۔

نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''جو کچھ میری تائید میں ظاہر ہوتا ہے دراصل وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ہیں'' (حقیقۃ الوحی۔روحانی خزائن۔جلد ۲۲۔صفحہ ۴۶۹)

اس باب میں آخری کلام یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی مذکورہ بالا عبارت جو ان تمام امور میں فیصلہ کن ہے یہ باوا صاحب سادہ لوح عوام سے چھپاتے پھرتے ہیں جس کے بعد اس نوع کا ہر اعتراض جیسا انہوں نے کیا ہے مردود ہو جاتا ہے۔

۔۔۔۲۔۔۔

باوا صاحب نے حضرت مرزا صاحب کے اس الہام کو ہدفِ اعتراض بنایا ہے۔

''دنیا میں کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا''

(حقیقۃ الوحی۔صفحہ ۸۹)

اس سے باوا صاحب غالباً یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تخت سے بھی آپ کا تخت اونچا ہے۔

قارئین کرام! ملاحظہ فرمائیں کہ اس عبارت میں حضرت مرزا صاحب نے کہیں بھی اپنے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہیں کیا۔ جو بات باوا صاحب کہہ رہے ہیں یہ تو ایسے ہی ہے جیسے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ یہود کو فرماتا ہے اَنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعَالَمِیْنَ (البقرہ:۴۸) کہ میں نے تمام جہانوں پر تمہیں فضیلت دی۔ اگر کوئی یہ دعویٰ کر دے کہ جب یہود تمام جہانوں سے افضل

ہوئے تو اسلام کے جہان سے بھی افضل قرار پائے۔ ایسی ٹیڑھی سوچ والے کو انسان یہی کہہ سکتا ہے کہ عقل سے کام لو۔ بعض بیانات خاص زمانہ یا محدود وقت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اسی طرح فصیح و بلیغ کلام میں بعض باتیں حذف ہوتی ہیں اور صاحبِ عرفان ایسی تحریروں سے اندازاہ لگا لیتے ہیں کہ ان سے کیا مراد ہے۔ اس لئے ایسی عبارتوں کو معنے دینا جو ہرگز جائز نہ ہوں، دیانتداری کے منافی ہے۔ پس جہاں جہاں بنی اسرائیل کی فضیلت کا ذکر ہے وہاں سب مسلمان بلکہ غیر مسلم بھی یہی تشریح کرتے ہیں کہ اس کا اطلاق ایک محدود زمانہ پر ہوتا ہے، ہمیشہ کے لئے اور ہر زمانہ کے لئے اس کا اطلاق نہیں ہوتا۔

حضرت مرزا صاحب کا مذکورہ بالا الہام بھی ایک محدود زمانہ سے تعلق رکھنے والا ہے اور ہرگز حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمانی تخت اس میں شامل نہیں۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب کے ایک اور الہام میں اس کی تشریح ملتی ہے جس میں آپ کو مخاطب کر کے فرمایا گیا۔

''اِنِّیْ فَضَّلْتُکَ عَلَی الْعَالَمِیْنَ'' (اربعین نمبر۲۔ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۳۵۳)

پس یہ وہی مضمون ہے کہ آسمان سے کئی تخت اترے اور تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا۔ لیکن فرق صرف یہ ہے کہ آپ کی اپنی زبان میں اس کی کھلی کھلی تشریح بھی موجود ہے جس کو پڑھنے کے بعد ہر صاحبِ انصاف مطمئن ہو جاتا ہے کہ نعوذ باللہ اس فضیلت میں یا یہاں بیان شدہ فضیلت میں ہرگز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ نہیں ہو رہا بلکہ ایسا مقابلہ تو جماعت احمدیہ کے نزدیک کھلا کھلا کفر ہے۔ دیکھئے حضرت مرزا صاحب کے اپنے الفاظ میں تشریح کیا ہے۔ فرمایا:۔

''جس قدر لوگ تیرے زمانہ میں ہیں سب پر میں نے تجھے فضیلت دی''

(اربعین نمبر۲۔ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۳۶۴)

پس حضرت مرزا صاحب کی طرف سے اس تشریح کے ہوتے ہوئے اس کے خلاف کوئی بات آپ کی طرف منسوب کرنا سراسر ظلم ہے۔

---۳---

باوا صاحب نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی کتاب کلمۃ الفصل سے حسب ذیل اقتباس اعتراض کے طور پر پیش کیا ہے۔

''ہر ایک نبی کو اپنی استعداد اور کام کے مطابق کمالات عطا ہوتے تھے، کسی کو بہت کسی کو کم مگر مسیح موعود (مرزا) کو تو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا اور اس قابل ہو گیا کہ ظلی نبی کہلائے پس ظلی نبوت نے مسیح موعود (مرزا) کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریمؐ کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا''۔ (کلمۃ الفصل۔ صفحہ ۱۱۳)

قارئین کرام! آپ کو معلوم ہے کہ پہلو میں کھڑا ہونا تو خدائی صحیفوں کا ایک محاورہ ہے جو ہرگز کسی کو ہم مرتبہ نہیں بناتا۔ برابری کے لئے ہم مرتبہ اور ہم پلہ کا محاورہ استعمال ہوتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ باوا صاحب کو اردو محاوروں کا ہی علم نہیں یا پھر جانتے بوجھتے ہوئے لوگوں کو دھوکہ دے رہے ہیں۔

پہلو میں کھڑا ہونا تو قرب کو ظاہر کرتا ہے نہ کہ مرتبے کی برابری کو۔ جس طرح ایک بچہ باپ کے پہلو میں کھڑا ہوتا ہے۔ اس قربت کو اناجیل کے ایسے محاورے ظاہر کرتے ہیں کہ جن میں لکھا ہے مسیحؑ خدا تعالیٰ کے دائیں ہاتھ بیٹھ گئے۔ چنانچہ دیکھیں:۔

متی باب ۲۶ آیت ۶۴۔ مرقس باب ۱۶ آیت ۱۹۔ لوقا باب ۲۲ آیت ۶۹ وغیرہ وغیرہ

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا کلام جماعت احمدیہ پر حجت کے طور پر پیش نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن جو لوگ حضرت مرزا بشیر احمدؓ صاحب کی تحریرات سے واقف ہیں وہ کامل یقین رکھتے ہیں کہ آپ حضرت مرزا صاحب کو کبھی خواب و خیال میں بھی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم مرتبہ نہیں سمجھتے تھے اور ایسے خیال کو کفر قرار دیتے تھے۔

پس ’’پہلو‘‘ سے بیان میں صرف حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کا مضمون بیان کیا گیا ہے کہ یہ مقدر تھا کہ باقی لوگ جہاں پیچھے پیچھے آ رہے تھے امام مہدیؑ کو خدا تعالیٰ کمال خلوص کے ساتھ متابعت میں قدم مارنے کی برکت سے اتنا قریب کر دے گا کہ جیسے ایک ہونہار شاگرد اپنے استاد کے پہلو میں چلتا ہے یا ایک فرمانبردار بیٹا اپنے بزرگ باپ کے پہلو میں چلنے کی سعادت پاتا ہے بعینہٖ حضرت مرزا صاحب اپنے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں کھڑے ہونے کی سعادت پا گئے۔ پس اگر یہ قابلِ اعتراض ہے تو پھر خدا کے پہلو میں اس کے دائیں ہاتھ بیٹھنے پر اس سے بھی زیادہ اعتراض پیدا ہوتا ہے۔

اگر پہلو میں ہونے سے برابری ثابت ہوتی ہے تو غیر احمدی **بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ** کا یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے پاس لے گیا اور وہ آج تک خدا کے پاس بیٹھے ہیں تو کیا وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کے برابر قرار دے رہے ہیں؟

---۴---

باوا صاحب نے کتاب کلمۃ الفصل صفحہ ۱۰۵ سے یہ عبارت تحریر کی ہے۔

’’اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد صلعم کو اتارا تاکہ اپنے وعدہ کو پورا کرے‘‘

معزز قارئین! یہ تو ان انبیاء علیہم السلام کی عظمت شان کی دلیل ہے کہ جن کی ایک اور بعثت بھی مقدر ہوتی ہے جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

’’وَاَعْظَمُ الْاَنْبِيَاءِ شَاناً مَنْ لَهٗ نَوْعٌ اٰخَرُ مِنَ الْبَعْثِ اَيْضًا وَ ذَالِكَ اَنْ يَّكُوْنَ مُرَادُ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْهِ اَنْ يَّكُوْنَ سَبَبًا لِخُرُوْجِ

النَّاسِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَ اَنْ یَّکُوْنَ قَوْمُہٗ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ فَیَکُوْنُ بَعْثُہٗ یَتَنَاوَلُ بَعْثًا اٰخَرَ"

(حجۃ اللہ البالغۃ۔ جلد اول باب حقیقۃ النبوۃ وخواصہا۔ صفحہ ۸۴)

کہ شان میں سب سے بڑا نبی وہ ہے جس کی ایک دوسری قسم کی بعثت بھی ہو اور وہ اس طرح ہے کہ مراد اللہ تعالیٰ کی دوسری بعثت میں یہ ہے کہ وہ تمام لوگوں کو ظلمات سے نکال کر نور کی طرف لانے کا سبب ہو۔ اور اس کی قوم خیر امت ہو جو تمام لوگوں کے لئے نکالی گئی ہو۔ لہذا اس نبی کی پہلی بعثت دوسری بعثت کو بھی لئے ہوئے ہوگی۔

اس پہلو سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب انبیاء سے بڑھ کر بلند، عظیم اور اعلیٰ مقام عطا ہوا ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کی دوسری بعثت کا خود قرآن کریم میں وعدہ کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

"ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلاً مِّنْھُمْ یَتْلُوْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَ یُزَکِّیْھِمْ وَ یُعَلِّمُھُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ وَ اِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُبِیْنٍ وَ اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ وَ ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ"

(الجمعہ:۳۔۴)

ترجمہ: وہ خدا ہے جس نے ان پڑھوں میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔ ان پر وہ اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے اگرچہ وہ لوگ اس سے پہلے صریح گمراہی میں پھنسے ہوئے تھے۔ اور ان کے سوا ایک دوسری قوم میں بھی (وہ اسے بھیجے گا) جو ابھی تک ان سے ملی نہیں اور وہ غالب اور حکمت والا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب سورہ جمعہ کا نزول ہوا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی بیٹھے

ہوئے تھے۔عرض کی یارسول اللہ! یہ ’’آخرین‘‘ کون لوگ ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب نہیں دیا اور خاموش رہے۔ پھر وہی سوال کیا گیا مگر آپؐ پھر خاموش رہے۔ چنانچہ جب تیسری مرتبہ وہی سوال کیا گیا تو حضرت سلمان فارسیؓ جو آپؐ کے ساتھ ہی بیٹھے ہوئے تھے، کے کندھے پر آپؐ نے ہاتھ رکھا اور فرمایا:

’’لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ اَوْ رَجُلٌ مِّنْ هٰؤُلَآءِ‘‘

(بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورہ جمعہ)

کہ جب ایمان ثریا ستارے پر چلا جائے گا ان (یعنی اہل فارس) میں سے ایک شخص ہوگا جو اسے واپس لائے گا۔

قارئین! ملاحظہ فرمائیں! کہ سوال یہ کیا گیا تھا کہ وہ ’’آخرین‘‘ کون ہیں لیکن جو جواب دیا گیا وہ یہ تھا کہ جب ایمان اس دنیا سے اٹھ جائے گا تو اسے واپس لانے والا اہل فارس میں سے ہوگا۔

دیکھئے کس جامعیت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ جب اہل فارس میں سے وہ شخص ایمان کو واپس لائے گا تو اس پر ایمان لانے والے اور اس کی اتباع کرنے والے اور اس کی اطاعت کا جوا اپنی گردنوں میں پہننے والے ہی ’’آخرین‘‘ ہوں گے۔ جو ’’**منھم**‘‘ کے مصداق ہوں گے یعنی وہ بھی صحابہؓ میں ہی شمار ہوں گے۔

پس یہ آیت آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی نسبت ایک پیشگوئی ہے۔ ایسے نبی کی نسبت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بعثت کا مصداق ہو۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ ایسے لوگوں کا نام اصحابِ رسول اللہؐ رکھا جائے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہونے والے تھے۔ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا۔

باوا صاحب! عقل کے ناخن لیں۔ خدا تعالیٰ کے وعدوں پر اعتراض کرنا نادانی ہی نہیں خدا تعالیٰ کی سخت نافرمانی بھی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بعثت جو آخری زمانہ میں بروزی طور پر ہونی مقدر تھی، کا ہی وعدہ تھا جسے ایمان کو واپس لانے والے مہدی معہودؑ میں پورا ہونا تھا۔ یہی وہ وجود تھا کہ جس کو بڑی کثرت سے بزرگان سلف نے ہمارے آقا ومولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عکس کامل، آپ کا بروز، آپ کے انوار کا عکاس، حتی کہ اس کا باطن آپؐ ہی کا باطن قرار دیا۔ جیسا کہ ذیل کی چند مثالوں سے واضح ہے۔

حضرت امام عبدالرزاق قاشانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اَلْمَهْدِیُّ الَّذِیْ یَجِیْءُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ فَاِنَّهٗ یَکُوْنُ فِیْ الْاَحْکَامِ الشَّرْعِیَّةِ تَابِعًا لِّمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ فِیْ الْمَعَارِفِ وَالْعُلُوْمِ وَالْحَقِیْقَةِ تَکُوْنُ جَمِیْعُ الْاَنْبِیَاءِ وَالْاَوْلِیَاءِ تَابِعِیْنَ لَهٗ کُلُّهُمْ ...... لِاَنَّ بَاطِنَهٗ بَاطِنُ مُحَمَّدٍ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَّالسَّلَامُ"

(شرح فصوص الحکم صفحہ ۴۲۔۴۳۔ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مجلسی مصر)

یعنی آخری زمانے میں آنے والا مہدی احکام شرعیہ میں تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع ہوگا لیکن علوم و معارف اور حقیقت میں آپ کے سوا تمام انبیاء اور اولیاء مہدی کے تابع ہوں گے کیونکہ مہدی کا باطن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا باطن ہے۔

یہ قول سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ اس میں بھی انہوں نے امام مہدی کے باطن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا باطن قرار دے کر انہیں آپ کا عکس اور ظل و بروز ہی قرار دیا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اپنی کتاب الخیر الکثیر میں فرماتے ہیں۔

"حَقٌّ لَهٗ اَنْ یَّنْعَکِسَ فِیْهِ اَنْوَارُ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

وَسَلَّمَ وَ يَزْعَمُ الْعَامَّةُ اَنَّهُ اِذَا نَزَلَ فِيْ الْاَرْضِ كَانَ وَاحِدًا مِّنَ الْاُمَّةِ كَلَّا بَلْ هُوَ شَرْحٌ لِلاسْمِ الْجَامِعِ الْمُحَمَّدِيِّ وَ نُسْخَةٌ مُنْسِخَةٌ مِنْهُ فَشَتَّانِ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ اَحَدٍ مِنَ الْاُمَّةِ'' (الخیر الکثیر صفحہ ۷۲ مطبوعہ بجنور)

یعنی امت محمدیہ میں آنے والے مسیح کا حق یہ ہے کہ اس میں سید المرسلین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار کا انعکاس ہو۔عوام کا خیال ہے کہ مسیح جب زمین کی طرف نازل ہوگا تو وہ صرف ایک امتی ہوگا۔ایسا ہرگز نہیں بلکہ وہ تو اسمِ جامع محمدیؐ کی پوری تشریح ہوگا۔اوراسی کا دوسرا نسخہ ہوگا پس اسمیں اور ایک عام امتی کے درمیان بہت بڑا فرق ہے۔

اس عبارت میں حضرت شاہ صاحب نے آنے والے مسیح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار کا پورا عکس اور آپ کا کامل ظل و بروز قرار دیا ہے۔

شیخ محمد اکرم صابری لکھتے ہیں:۔

''محمد بود کہ بصورت آدم در مبدظہور نمود یعنی بطور بروز در ابتداء عالم، روحانیت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم در آدم متجلی شد۔ وہم اُو باشد کہ در آخر بصورت خاتم ظاہر گردد یعنی در خاتم الولایت کہ مہدی است نیز روحانیت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بروز ظہور خواہد کرد و تصرفہا خواہد نمود''

(اقتباس الانوار صفحہ ۵۲ بحوالہ بیان المجاہد صفحہ ۱۵۰)

یعنی وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے جنہوں نے آدمؑ کی صورت میں دنیا کی ابتداء میں ظہور فرمایا یعنی ابتدائے عالم میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت بروز کے طور پر حضرت آدم میں ظاہر ہوئی اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوں گے جو آخری زمانہ میں خاتم الولایت امام مہدیؑ کی شکل میں ظاہر ہوں گے۔یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت مہدی میں بروز اور ظہور کرے گی۔

پس خدا تعالیٰ کے اس وعدہ کا ذکر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے اپنی کتاب کلمۃ الفصل میں بیان فرمایا ہے۔ اگر یہ قابل اعتراض بات ہے تو یہ اعتراض حضرت مرزا بشیر احمد صاحب پر نہیں بلکہ خدا تعالیٰ پر ہے جس نے اپنے پاک کلام میں یہ وعدہ دیا۔

---۵---

باوا صاحب نے اپنے اس دوورقہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی طرف حسب ذیل عبارت منسوب کی ہے تا کہ وہ یہ ثابت کر سکیں کہ نعوذ باللہ جماعت احمدیہ اپنے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والی ہے۔ چنانچہ باوا صاحب رقمطراز ہیں:۔

''یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے۔ حتی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ سکتا ہے'' (الفضل ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء)

معزز قارئین! یہ باوا صاحب کی ایسی کھلی کھلی خیانت ہے کہ جس پر ہمیشہ جھوٹے سہارا لیا کرتے ہیں۔ انہوں نے اس عبارت سے اگلے فقرہ کو درج نہیں کیا جو اس مضمون کو پورا کرتا ہے اور کسی قسم کی غلط فہمی باقی نہیں چھوڑتا۔ چنانچہ اس فقرہ سے اگلا فقرہ یہ ہے:۔

''مگر دیکھنا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میدان میں سب سے آگے بڑھ گئے اور خدا نے آئندہ کے متعلق بھی گواہی دے دی کہ آپ ؐ آئندہ آنے والی نسلوں سے بھی آگے بڑھے ہوئے ہیں''۔

قارئین کرام! باوا صاحب تو حق چھپانے کے لئے ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ اس لئے عبارتوں کو حذف کر کے پیش کرنا اور اپنے جھوٹ کو بڑھاتے چلے جانا ان کا شیوہ ہے مگر ہم آپ کو یہ بتانا ضروری سمجھتے ہیں کہ امت مسلمہ کے بزرگان سلف نے اس امکانی پہلو پر بحثیں کی ہیں۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد اسماعیل شہیدؒ فرماتے ہیں:۔

''اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن اور فرشتہ جبرائیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر پیدا کرڈالے''۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۴۶۔ برقی پریس دہلی ۱۳۵۳ھ)

اب معلوم نہیں کہ حضرت مولانا محمد اسماعیل شہیدؒ پر یہ دشمن حق کیا فتویٰ صادر فرمائیں گے لیکن سچ یہ ہے کہ نعوذ باللہ وہ بزرگان دین کسی کو شہنشاہ دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی بھی پہلو سے مرتبہ، شان یا مقام میں بلند سمجھتے تھے۔ باقی جہاں تک حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانیؓ جن کی ادھوری عبارت باوا صاحب نے پیش کی ہے، کا تو اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اس کے سوا اور کوئی عقیدہ نہیں تھا کہ:۔

''کسی ماں نے ایسا بچہ نہیں جنا اور نہ قیامت تک کوئی ایسا بچہ جن سکتی ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ سکے''۔

(خطبہ جمعہ۔ ۱۱ فروری ۱۹۲۲ء۔ الفضل ۱۶ جون ۱۹۴۴ء)

یہی جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہے لیکن دیکھئے باوا صاحب کیسے کیسے افتراء اس پر باندھتے ہیں۔ جو حوالہ باوا صاحب نے الفضل ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء کا دیا ہے وہاں بھی اگلے فقرے میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ نے یہی مضمون بیان فرمایا ہے کہ کوئی شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے نہیں بڑھے گا۔ چنانچہ فرمایا:۔

''مگر دیکھنا یہ ہے کہ آنحضرت اس میدان میں سب سے آگے بڑھ گئے اور خدا نے آئندہ آنے والی نسلوں کے متعلق بھی گواہی دے دی کہ آپ صلعم آئندہ آنے والی نسلوں سے بھی آگے بڑھے ہوئے ہیں''۔

یہی مضمون آپ نے اور رنگ میں وضاحت کے ساتھ یوں بیان فرمایا:۔

''ہم کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے کسی کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

بڑھنے سے نہیں روکا۔ اگر کسی شخص میں ہمت ہے تو بڑھ جائے مگر وہ بڑھے گا نہیں کیونکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قربانی کی ہے کوئی وہ قربانی دینے کا اہل نہیں۔

یہ صاف بات ہے کہ بڑھ سکنا اور چیز ہے اور بڑھنا اور چیز۔ بڑھ سکنے کے یہ معنی ہیں کہ ہر شخص کے لئے آگے بڑھنے کا موقع تھا اور یہ راستہ اس کے لئے بند نہیں تھا بلکہ کھلا تھا لیکن جب کوئی شخص آپ سے بڑھا نہیں تو معلوم ہوا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عشق کا نمونہ دکھایا۔ ویسا نمونہ اور کوئی نہیں دکھا سکا۔ عام آدمی تو الگ رہے وہ نمونہ ابراہیمؑ، موسیٰؑ اور عیسیٰؑ بھی نہیں دکھا سکے''۔

(خطبہ جمعہ ۷ جولائی ۱۹۴۴ء۔ الفضل ۱۶ جولائی ۱۹۴۴ء۔ صفحہ ۵)

پھر فرماتے ہیں:۔

''اگر کوئی شخص مجھ سے پوچھے کہ کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کوئی شخص بڑا درجہ حاصل کر سکتا ہے؟ تو میں کہا کرتا ہوں خدا نے اس مقام کا دروازہ بھی بند نہیں کیا مگر تم میرے سامنے وہ آدمی تو لاؤ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مقامات قرب کے حصول میں زیادہ سرعت اور تیزی کے ساتھ اپنا قدم اٹھانے والا ہو۔

ہو سکنا اور چیز ہے اور ہونا اور چیز ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ تو عیسائیوں سے کہہ دے کہ اگر خدا کا بیٹا ہوتا تو میں سب سے پہلے اس کی عبادت کرنے والا ہوتا۔ (الزخرف ۸۲) اب اس کا یہ تو مطلب نہیں کہ واقعہ میں خدا کا کوئی بیٹا ہے۔

اسی طرح ہم یہ نہیں کہتے کہ دنیا میں کوئی شخص ایسا ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے درجہ میں آگے نکل گیا۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی شخص بڑھنا چاہے تو بڑھ سکتا ہے خدا نے اس دروازے کو بند

نہیں کیا مگر عملی حالت یہی ہے کہ کسی ماں نے کوئی ایسا بچہ نہیں جنا اور نہ قیامت تک کوئی ایسا بچہ جن سکتی ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ سکے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱ فروری ۱۹۴۴ء۔ الفضل ۱۶ جون ۱۹۴۴ء)

پس آگے بڑھنے کا امکان عقلی تسلیم کرتے ہوئے بہت واضح طور پر کہا گیا ہے کہ واقعاتی طور پر نہ ایسا ہوا اور نہ قیامت تک ہوگا۔ قربِ خداوندی کے میدان میں تمام بندے (ماضی، حال اور مستقبل کے سب) کھلاڑیوں کی صورت دوڑ میں حصہ لے رہے ہیں اس میں کسی بندے یا کھلاڑی کو نہ روکا گیا ہے نہ اس کے پاؤں باندھے گئے ہیں کہ ضرور دوڑ میں پیچھے رہ جائے اگر ایسا ہو تو ناانصافی بلکہ ظلم کہلائے گا لہذا آگے بڑھ سکنے کے امکانِ عقلی سے انکار کسی بھی طرح مناسب نہیں۔ البتہ واقعاتی حقیقت یہی ہے کہ:۔

"کسی ماں نے کوئی ایسا بچہ نہیں جنا اور نہ قیامت تک کوئی ایسا بچہ جن سکتی ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ سکے" (مصلح موعود)

---۶---

باوا صاحب نے قاضی ظہور الدین اکمل صاحب کے یہ دو شعر

"محمدؐ پھر اتر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمدؐ دیکھنے ہوں جس نے اکمل غلام احمد کو دیکھے قادیان میں"

درج کئے ہیں تاکہ یہ ثابت کر سکیں کہ گویا جماعتِ احمدیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کرتی ہے............حالانکہ

یہ وہ اشعار ہیں جو جماعت احمدیہ کے عقائد سے ہرگز تعلق نہیں رکھتے نہ ہی یہ شاعر جماعت کی طرف سے مجاز سمجھے جا سکتے ہیں کہ وہ جماعتی مسلک کو بیان کریں لیکن صرف یہی بات نہیں اگر اس طرح ہر کس و ناکس کے خیالات پر فرقوں اور قوموں کو پکڑا جائے تو پھر تو دنیا میں کسی قوم اور فرقے کا امن قائم نہیں رہ سکتا۔ اب غور سے سن لیں۔

جناب باوا صاحب! اگر اکمل صاحب یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ وہ شخص جو قادیان میں بروز محمدؐ کے طور پر ظاہر ہوا وہ اس محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی شان میں بڑھ کر تھا جو مکہ میں پیدا ہوا تو ہرگز یہ عقیدہ نہ جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہے نہ کوئی شریف النفس جو حضرت مرزا صاحب کی تحریرات سے وقف ہوا سے احمدیت کی طرف منسوب کرسکتا ہے۔ حضرت مرزا صاحب تو زندگی بھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اس طرح عجز سے بچھے رہے جس طرح قوموں کے لئے راہ بچھی ہو حتیٰ کہ آپ نے اپنے آپ کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کے کوچے کی خاک کے برابر قرار دیا ہے دیکھئے کس طرح والہانہ عشق کے ساتھ یوں گویا ہیں ۔

جان ودلم فدائے جمالِ محمدؐ است　　　　خاکم نثار کوچہ ٔ آلِ محمدؐ است

اب سنئے اکمل صاحب کے ان اشعار کی بات کہ واقعہ کیا ہوا تھا اور اس کا نتیجہ کیا نکلا۔ درحقیقت شاعر اپنی شعری دنیا میں بسا اوقات ایسی باتیں بیان کر جاتا ہے جو دراصل اس کے مافی الضمیر کو پوری طرح بیان نہیں کر پاتیں اور بارہا ایسا ہوا ہے کہ بعض اوقات شاعر کو خود اپنے شعروں کی وضاحت کرنی پڑتی ہے اور ان اشعار سے بھی جو غلط تاثر پیدا ہوتا ہے وہ غلط تاثر یقیناً ہر احمدی کے لئے جس نے یہ پڑھا سخت تکلیف کا موجب بنا جب شاعر سے اس بارہ میں جواب طلبیاں ہوئیں اور مختلف احمدی قارئین نے ان اشعار کی طرز پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا تو ان صاحب نے ان اشعار کا جو مضمون خود پیش کیا وہ حسبِ ذیل تھا:۔

''مندرجہ بالا شعر دربار مصطفویؐ میں عقیدت کا شعر ہے۔ اور خدا جو علیم بذات الصدور ہے شاہد ہے کہ میرے واہمہ نے بھی کبھی اس جاہ وجلال کے نبی حضرت ختمیت مآبؐ کے مقابل پر کسی شخصیت کو تجویز نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ یہ بات میرے خیال تک میں نہ آئی کہ میں یہ شعر (آگے سے ہیں

بڑھ کر اپنی شان میں) کہہ کر حضرت افضل الرسلؐ کے مقابل میں کسی کو لا رہا ہوں ۔ بلکہ میں نے تو یہ کہا کہ محمدؐ کا نزول ہوا یعنی بعثت ثانیہ اور یہ تمام احمدیوں کا عقیدہ ہے کہ نہ تو تناسخ صحیح ہے نہ دوسرے جسم میں روح کا حلول بلکہ نزول سے مراد اس کی روحانیت کا ظہور ہے اور جو کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ ہر آنے والے دن میں تیری شان پہلے سے زیادہ نمایاں اور افزوں ہوگی ۔ بوجۂ درود شریف اور اعمال حسنہ امت محمدیہؐ جن کا ثواب جیسا کہ عمل کرنے والے کے نام لکھا جاتا ہے ۔ ویسا ہی محرک و معلم کے نام بھی ۔ اس لئے کچھ شک نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہر وقت بڑھ رہی ہے اور بڑھتی رہے گی اور خدا کے وسیع خزانوں میں کسی چیز کی کمی نہیں ۔ پس میں نے صرف یہی کہا کہ سیدنا محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکات و فیوض کا نزول پھر ہو رہا ہے ۔ اور آپ کے اترنے سے یہی مراد ہو سکتی ہے اور آپ کی شان پہلے سے بھی بڑھ کر ظاہر ہو رہی ہے ۔ اس شعر میں کسی دوسرے وجود کا مطلق ذکر نہیں ہے بلکہ اسی نظم میں آخری شعر یہ ہے ۔

غلامِ احمد مختار ہو کر   یہ رتبہ تو نے پایا ہے جہاں میں

یعنی حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو رتبہ مسیح موعود ہونے کا پایا ہے وہ حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰؐ کی غلامی کے طفیل اور ان کی اتباع کا نتیجہ ہے‘‘ ۔

(الفضل ۱۳ اگست ۱۹۴۴ء)

ظاہر ہے کہ یہ مفہوم قابلِ اعتراض نہیں ۔ اگر پھر بھی کوئی کہے کہ یہ مفہوم بعد میں شاعر نے بنا لیا ہے اور دراصل اس کا اصل مفہوم وہی تھا جو بظاہر دکھائی دیتا ہے اور جس پر باوا صاحب نے حملہ کیا ہے تو بے شک ایسا سمجھے مگر اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ شاعر نے خود جو تشریح پیش کی ہو وہی دراصل اہلِ علم کے نزدیک قابل قبول ہوا

کرتی ہے اور اگر یہ بات بھی کوئی تسلیم نہیں کرتا تو اکمل صاحب کی طرف گستاخی منسوب کر کے ان پر بے شک لعن طعن کرے لیکن ان کی طرف منسوب شدہ گستاخی کو ہرگز جماعت احمدیہ کی طرف منسوب کرنے کا اسے حق نہیں۔ ہم ایک بار پھر یہ اعلان کرتے ہیں کہ اگر باوا صاحب کے اخذ کئے ہوئے معانی درست ہیں تو یقیناً یہ شعر لعنت اور ملامت کا سزاوار ہے لیکن احمدیت ہرگز اس لعنت کا نشانہ نہیں بن سکتی۔

۔۔۔۷۔۔۔

باوا صاحب نے حضرت مرزا صاحب کے ایک مکتوب سے حسب ذیل عبارت سیاق وسباق علیحدہ کر کے بطور اعتراض تحریر کی ہے:۔

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ...... عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھا لیتے تھے حالانکہ مشہور تھا کہ سؤر کی چربی اس میں پڑتی ہے''۔

(مکتوب الفضل قادیان ۲۲ فروری ۱۹۲۴ء)

یہ ایک طویل مکتوب ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی حلال کو محض شک کی بناء پر حرام قرار نہیں دینا چاہئے۔ اسی تسلسل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق بھی بیان فرمایا ہے:۔

پتہ نہیں باوا صاحب کو اعتراض کس بات پر ہے یا محض دھوکہ دینے کے لئے ایسی باتوں کو اعتراض کے طور پر پیش کر کے عوام الناس کو اشتعال دلانا چاہتے ہیں۔ اگر یہ اسلامی لٹریچر سے ذرا بھی واقف ہوتے تو انہیں علم ہوتا کہ:۔

حضرت شیخ زین الدین احمد بن عبد العزیز اپنی کتاب ''فتح المعین شرح قرۃ العین'' میں زیر عنوان ''باب الصلوٰۃ'' زیر قاعدہ مہمہ مطبوعہ مصر مؤلفہ ۹۸۲ھ میں لکھتے ہیں:۔

''وَجَوْخٌ اشْتَهَرَ عَمَلُهٗ بِشَحْمِ الْخِنْزِيْرِ وَ جُبْنٌ شَامِيٌّ اشْتَهَرَ عَمَلُهٗ بِاِنْفَحَةِ الْخِنْزِيْرِ وَ قَدْ جَاءَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُبْنَةٌ مِنْ عِنْدِهِمْ فَاَكَلَ مِنْهَا وَ لَمْ يَسْئَلْ عَنْ ذَالِكَ''

''اور جوخ جو مشہور ہے بنانا اس کا ساتھ چربی سؤر کے اور پنیر شام کا جو مشہور ہے بنانا اس کا ساتھ پنیر مائع سؤر کے اور آیا جناب سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس پنیران کے پاس سے پس کھایا آنحضرتؐ نے اس سے اور نہ پوچھا اس سے (یعنی اس کی بابت)''۔

یہ ترجمہ رسالہ ''اظہار الحق در بارہ جواز طعام اہل کتاب صفحہ ۱۷۔۱۸'' سے ماخوذ ہے جو ۱۸۷۵ء میں مذکور بالا احادیث کی بناء پر ہوشیار پور کے قائم مقام اکسٹرا اسٹنٹ کمشنر جناب خان احمد شاہ صاحب نے شائع کیا۔ اس رسالہ یا فتویٰ پر مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی اور کئی دیگر علماء غیر مقلد کی مہریں بھی ثبت ہیں۔

پس یا تو باوا صاحب اسلامی لٹریچر سے بالکل کورے اور نابلد ہیں یا پھر سب کچھ جانتے بوجھتے ہوئے جھوٹ سے کام لے رہے ہیں۔ اگر ان میں دیانتداری کا ذرا بھی مادہ ہوتا تو حضرت مرزا صاحب پر حملہ کرنے سے قبل اپنے شیخ الکل مولانا نذیر حسین دہلوی اور ان کے ہمنوا علماء پر حملہ کرتے اور ان کا قلع قمع کرنے کے بعد حضرت مرزا صاحب کی طرف رخ کرنے کی بجائے، اگر ان میں جرأت ہوتی تو حضرت شیخ زین الدین احمد بن عبدالعزیز کی طرف رخ کرتے۔

---۸---

باوا صاحب نے جماعت احمدیہ کے لٹریچر سے حسب ذیل تین اقتباس درج کئے ہیں۔

۱۔ ''قادیان تمام بستیوں کی ام (ماں) ہے پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا وہ کاٹا جائے گا۔ تم ڈرو کہ تم میں سے نہ کوئی کاٹا جائے۔ پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا۔ آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ نہیں؟'' (حقیقۃ الرویا۔ صفحہ ۴۶)

۲۔ ''جو قادیان نہیں آتا یا کم از کم ہجرت کی خواہش نہیں رکھتا۔اس کی نسبت شبہ ہے کہ اس کا ایمان درست ہو......قادیان کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اِنَّـــــهُ اٰوَی الْــقَــرْيَةَ فرمایا یہ بالکل درست ہے کہ یہاں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ والی برکات نازل ہوتی ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (مرزا) بھی فرماتے تھے کہ:۔

زمین قادیان اب محترم ہے ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

(منصبِ خلافت صفحہ ۳۳ مصنفہ مرزا بشیر الدین)

۳۔ ''قرآن شریف میں تین شہروں کا ذکر ہے یعنی مکہ، مدینہ اور قادیان کا''۔ (خطبہ الہامیہ صفحہ ۲۰ حاشیہ)

یہ عبارتیں نامکمل تحریر کی گئی ہیں۔اور تلبیس سے کام لیتے ہوئے یہ بھی نہیں بتایا کہ خطبۂ الہامیہ والی عبارت ایک کشف کا بیان ہے اور یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ گویا قادیان کو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی طرح برکتوں کے نزول کی جگہ قرار دے کر ان مقدس بستیوں کی توہین کی ہے۔

اگر کوئی تعصب کے زہر سے بھری نظر سے دیکھے تو اس سے ہماری بحث نہیں لیکن عام شریف النفس انسان سمجھ سکتا ہے کہ قادیان کے بارہ میں جو الفاظ ہیں ان سے بہت زیادہ قوت سے حضرت صوفیٔ کامل خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کے موطن چاچڑاں شریف کا ذکر کیا گیا ہے۔چنانچہ ان کے ایک مرید نے جو منظوم نذرانہ عقیدت پیش کیا وہ آج سرائیکی علاقہ میں زبان زدِ عام ہے کہ

چاچڑ وانگ مدینہ ڈسے کوٹ مٹھن بیت اللہ
ظاہر دے وچہ یار فرید باطن دے وچ اللہ

اس ذکر کو نہ اس وقت کسی نے محل اعتراض سمجھا نہ اب سمجھا جا سکتا ہے۔ ہر معقول آدمی سمجھ سکتا ہے کہ یہ باتیں تبرکاً بیان کی جاتی ہیں اور یہ ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے

کہ مکہ و مدینہ پر خدا تعالیٰ کا نور برستا ہے تو ان کے طفیل ان بستیوں پر بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے برکتیں نازل ہوتی ہیں۔ ان بستیوں کو مکہ و مدینہ کے ہم مرتبہ قرار دینے کا نعوذ باللہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ چنانچہ دیو بندیوں کے بزرگ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرمایا کرتے تھے۔

''یہ فقیر جہاں رہے گا وہیں مکہ اور مدینہ اور روضہ ہے''۔

(خیر الافادات (ملفوظات مولانا اشرف علی تھانوی) ناشر ادارہ اسلامیات لاہور۔ اگست ۸۲ء)

اسی طرح شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیو بندی نے مولوی رشید احمد گنگوہی کے مرثیہ میں کہا۔

پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا راستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوق عرفانی
تمہاری تربت انور کو دے کر طور سے تشبیہ
کہوں بار بار اَرِنِی! مری دیکھی بھی نادانی

(صفحہ ۱۳، ۱۷۔ مطبع بلال ساڈھورہ ضلع انبالہ)

اب بتائیں، سادہ اہل اسلام کو اشتعال دلانیوالے ملاں خصوصاً وہ جو دیو بندی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں جن کے نہایت محترم بزرگ کے یہ الفاظ ہیں۔ ان پر آپ کو کفر کا فتویٰ لگانا کیوں یاد نہیں رہا۔ اور کیوں ان کے خلاف اور ان کے ماننے والے سب دیو بندیوں کے خلاف آگ بھڑکانے کا خیال نہیں آیا۔

یہ الفاظ تو بہت ہی خطرناک ہیں جو دیو بندیوں کے نہایت محترم بزرگوں نے بڑے طمطراق سے بیان کئے ہیں۔ حقیقت میں اگر گستاخی کی گئی ہے تو یہ ہے کہ باہر کی بستیاں مکہ سے برکات حاصل نہیں کر رہیں۔ بلکہ مکہ کی مقدس گلیوں میں، جو ہمارے مقدس آقا و مولیٰ محبوبِ کبریا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدم چوما

کرتی تھیں، مذکور مولانا صاحب کے نزدیک اہلِ ایمان کو اس وقت تک چین نہیں آ سکتا جب تک گنگوہ کا رستہ نہ پوچھ لیں۔ یعنی مکہ اور بیت اللہ قبلہ نما ہیں تو قبلہ گنگوہ کا قصبہ بن گیا۔

مزید تحریریں ملاحظہ فرمائیں۔ علامہ اقبال نے ہندوستان کے متعلق لکھا ؎

گوتم کا جو وطن ہے جاپان کا حرم ہے
عیسیٰ کے عاشقوں کا چھوٹا یروشلم ہے

(باقیات اقبال صفحہ ۳۳۸۔ ناشر آئینہ ادب چوک مینار۔ انارکلی لاہور۔ اصل مخزن فروری ۱۹۰۵ء)

"حضور بابا فرید الدین گنج شکر مسعود العٰلمینؒ نے فرمایا کہ درویش کو ستر ہزار مقامات طے کرنے پڑتے ہیں ان سے پہلے ہی مقام پر درویش کے لئے یہ کیفیت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ ہر روز پانچوں وقت کی نماز عرشِ معلٰی کے گرد کھڑے ہو کر ساکنانِ عرش کے ہمراہ ادا کرتا ہے اور جب وہاں سے درویش واپس آتا ہے تو ہر وقت اپنے آپ کو خانہ کعبہ میں دیکھتا ہے اور درویش جب وہاں واپس آتا ہے تو تمام جہان کو اپنی انگلیوں کے درمیان دیکھتا ہے"۔ (انوار صابری۔ صفحہ ۱۱۸)

حضور سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی فرماتے ہیں:۔

"مجھے ایک مرتبہ حج خانہ کعبہ کا بڑا شوق ہوا۔ میں نے حج کے لئے جانے سے پہلے ارادہ کیا کہ ایک بار پاکپتن شریف حاضری دے لوں۔ چنانچہ جب میں پاکپتن شریف پہنچا اور حضور شیخ الاسلام حضرت بابا صاحبؒ کی زیارت سے مشرف ہوا تو میرا مقصود حج پورا ہوا۔ اور مزید انعاماتِ الٰہی نصیب ہوئے اور فرمایا کہ کچھ مدت کے بعد پھر حج کا شوق غالب ہوا تو پھر پاکپتن شریف حاضر ہوا۔ اللہ کریم نے خصوصی انعامات سے نوازا۔ حضور سلطان المشائخ نے آبدیدہ ہو کر زبان مبارک سے فرمایا ؎

آں راہ بسوئے کعبہ بر و ایں بسوئے دوست"

(انوار صابریؒ از حافظ عبید اللہ صابری۔ صفحہ ۱۷۲۔ اسلامی کتب خانہ گوجرانوالہ)

اب کیا یہ باوا صاحب ان عبارتوں کو بھی ہدفِ ملامت بنائیں گے؟ اگر ان میں یہ جرأت ہے تو ایسا کر کے دکھائیں۔

---۹---

باوا صاحب نے حضرت مرزا صاحب کی کتاب ''ایک غلطی کا ازالہ'' سے یہ عبارت درج کی ہے:۔

''اور بموجب اس حدیث کے جو کنز العمال میں درج ہے بنی فارس بھی بنی اسرائیل اور اہل بیت میں سے ہیں اور حضرت فاطمہؓ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں''۔

(ایک غلطی کا ازالہ۔روحانی خزائن جلد ۱۸۔صفحہ ۲۱۳۔حاشیہ)

باوا صاحب نے اپنے فاسدانہ خیالات کو سچا ثابت کرنے کے لئے حضرت مرزا صاحب کے اس مکمل کشف کو یہاں درج نہیں کیا جو اس تحریر کے ساتھ اسی صفحہ پر نیچے حاشیہ میں آپ نے درج فرمایا ہے......ان مولویوں کو ذرا حیا نہیں کہ ایک شخص حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ذکر والدہ کی طرح کر رہا ہے اور خود کو ان کی نسل میں سے ثابت کر رہا ہے مگر یہ مولوی پھر بھی اپنے نفس کا گند ظاہر کرنے سے نہیں رکتے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جیسی مقدس ہستی اور قابلِ صد احترام بزرگ ہستی کے متعلق ایسا رویہ اختیار کرنا بے حد ہتک آمیز اور نا قابلِ برداشت ہے۔ہم حضرت مرزا صاحب کی تحریر کردہ پوری عبارت پیش کرتے ہیں۔اس سے قارئین کو اندازہ ہو جائے گا کہ مولوی اصل حق چھپا کر محض اپنے فاسدانہ خیالات کو سچ کر دکھانے کے لئے عمداً مختصر تحریر پیش کر رہے ہیں تا کہ وہ اپنے قماش کے لوگوں کے خیالات غلط طرف موڑ سکیں۔

قارئین کرام! دیکھیں مذکورہ بالا تحریر کے نیچے حاشیہ میں اس کشف کی تفصیل درج ہے:۔

''براہین احمدیہ میں یہ کشف بایں الفاظ درج ہے'' اور ایسا ہی الہام متذکرہ بالا میں جو آلِ رسولؐ پر درود بھیجنے کا حکم ہے سو اس میں بھی سر یہی ہے کہ افاضۂ انوارِ الٰہی میں محبتِ اہل بیت کو بھی نہایت عظیم دخل ہے اور جو شخص حضرت احدیت کے مقربین میں داخل ہوتا ہے وہ انہیں طیبین طاہرین کی وراثت پاتا ہے اور تمام علوم معارف میں ان کا وارث ٹھہرتا ہے۔ اس جگہ ایک نہایت روشن کشف یاد آیا اور وہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ نماز مغرب کے بعد عین بیداری میں ایک تھوڑی سی غیبتِ حس سے جو خفیف سے نشاء سے مشابہ تھی ایک عجیب عالم ظاہر ہوا کہ پہلے یک دفعہ چند آدمیوں کے جلد جلد آنے کی آواز آئی جیسی بسرعت چلنے کی حالت میں پاؤں کی جوتی اور موزہ کی آواز آتی ہے پھر اسی وقت پانچ آدمی نہایت وجیہ اور مقبول اور خوبصورت سامنے آ گئے۔ یعنی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت علیؓ و حسنینؓ و فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اور ایک نے ان میں سے ایسا یاد پڑتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نہایت محبت اور شفقت سے مادر مہربان کی طرح اس عاجز کا سر اپنی ران پر رکھ لیا۔ پھر بعد اس کے ایک کتاب مجھ کو دی گئی جس کی نسبت یہ بتلایا گیا کہ یہ تفسیر قرآن ہے جس کو علیؓ نے تالیف کیا ہے اور اب علیؓ وہ تفسیر تجھ کو دیتا ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک''۔

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد اصفحہ ۵۹۸، ۵۹۹ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

(ایک غلطی کا ازالہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۸۔ صفحہ ۲۱۳۔ حاشیہ در حاشیہ)

اس کشف کے ایک ایک حرف کو پڑھیں۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ گویا یہ پنجتن پاک کمرے میں تشریف لائے ہیں اور کھڑے ہیں اور ان میں سے غالباً حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ایک شفیق اور مہربان ماں کی طرح آپ کو اپنے ساتھ لگایا اور آپؑ اتنی عمر کے بچے کی طرح ہیں کہ بمشکل آپ کا قد اس بزرگ اور مہربان ماں کی رانوں تک پہنچتا ہے اور جس طرح ایک ماں پیار اور شفقت سے اپنے بچے کو اپنے ساتھ لگاتی ہے اسی طرح کا یہ

نظارہ ہے جو آپ کو کشف میں دکھایا گیا۔

اب ایسے نظارے پر گند کی پھبتی کسنا گندی سرشت والے کا ہی کام ہے۔ سوائے اس شخص کے جسے اہل بیت کے تقدس اور احترام کا ذرہ بھر خیال نہ ہو اور کون اس پاکیزہ کشف پر تمسخر کر سکتا ہے؟

جہاں تک کشوف کا تعلق ہے امت کے کئی بزرگوں نے اپنے اسی نوع کے کشوف کا ذکر کیا ہے جن کے مطالعہ سے ہر کوئی اندازہ کر سکتا ہے کہ گستاخی کرنے والے اور اہل بیت کی ہتک کرنے والے، غلط قسم کے استنباط کرنے والے لوگ ہیں نہ کہ صاحبِ کشف و رؤیا بزرگ۔ اگر معترض کی سرشت کے لوگ ان کے زمانہ میں ہوتے تو کیا ان پر بھی وہ ہرزہ سرائی کرتے؟

حضرت امام ابوحنیفہ نے دیکھا کہ:۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی استخوان مبارک کو حضورؐ کی لحد سے جمع کر رہے ہیں اور بعض ہڈیوں کو بعض سے پسند کر رہے ہیں اور اس خواب کی ہیبت سے آپ بیدار ہوئے اور حضرت محمد بن سیرین رحمتہ اللہ علیہ کے ایک ساتھی سے اس کا ذکر کیا اور خواب کی تعبیر پوچھی۔ انہوں نے کہا کہ آپ آنحضرت ﷺ کی احادیث اور سنت کی حفاظت میں اس درجہ کو پہنچیں گے کہ صحیح کو سقیم سے جدا کریں گے"

(تذکرۃ الاولیاء باب ۱۸۔ صفحہ ۱۷۴۔ مطبع دین محمدی پریس بیرون اکبری گیٹ لاہور۔ کشف المحجوب مترجم اردو صفحہ ۱۲۴۔ از سید علی ہجویری۔ ترجمہ قاری حبیب احمد صاحب ادارہ نشریات اسلام اردو بازار لاہور)

اور حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں:۔

,,رَأَیْتُ فِیْ الْمَنَامِ کَاَنِّیْ فِیْ حُجْرِ عَائِشَۃَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا وَ اَنَا اَرْضَعُ ثَدْیَھَا الْاَیْمَنَ ثُمَّ اَخرَجْتُ ثَدْیَھَا الْاَیْسَرَ فَرَضَعْتُہٗ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ،،

(قلائد الجواہر فی مناقب الشیخ عبدالقادر جیلانیؒ از محمد بن یحیٰ التاءفی۔ صفحہ ۵۷۔ مطبوعہ مصر ۱۳۵۰ھ)

کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت عائشہؓ کی گود میں ہوں اور ان کے دائیں پستان کو چوس رہا ہوں۔ پھر میں نے بایاں پستان باہر نکالا اور اس کو چوسا۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔

یہ تو امت کے مسلمہ بزرگوں کے کشوف میں سے دو نمونہ کے طور پر قارئین کی خدمت میں پیش ہیں۔ اب سلسلہ قادریہ مجددیہ کے مشہور بزرگ پیر طریقت' ہادئ شریعت حضرت شاہ محمد آفاق متوفی ۱۴ اگست ۱۸۳۵ء کے اس کشف کو بھی پڑھ لیں جو انہوں نے اپنے ایک مرید فضل الرحمان گنج مراد آبادی کو بتایا جسے سلسلہ احمدیہ کے معاند مولوی محمد علی مونگیری نے اپنی کتاب ارشاد رحمانی و فضل یزدانی میں درج کیا ہے۔

,,ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ ہمارے گھر میں جاؤ۔ مجھے جاتے ہوئے شرم آئی اس لئے تامل کیا۔ حضرت نے مکرر فرمایا کہ جاؤ ہم کہتے ہیں۔ میں گیا اندر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف رکھتی تھیں۔ آپ نے سینہ مبارک کھول کر مجھے سینہ سے لگالیا اور بہت پیار کیا''۔

(ارشاد رحمانی و فضل یزدانی صفحہ ۵۷ مطبع شاہجہانی)

پس تعجب ہے باوا صاحب کی عقل پر کہ اگر کوئی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کشف میں اپنی ماں کی طرح دیکھ لے تو اس پر یہ ''توہین'' ''توہین'' کے نعرے بلند کرتے ہیں۔ لیکن مولانا فضل الرحمان کے اس ''ارشاد'' مذکورہ بالا کو پڑھ کر انہیں شرم تک نہیں آتی۔ حقیقت یہ ہے کہ کشوف تعبیر طلب ہوتے ہیں اور اگر ان کی عقل و سمجھ اور بصیرت کے مطابق مناسب تعبیر نہ کی جائے تو نتائج انتہائی بھیانک ہو جاتے ہیں۔ جس کے ذمہ دار صاحب رؤیا و کشوف بزرگ نہیں بلکہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو ان کشوف کی غیر مناسب تعبیر کرتے ہیں یا تعبیر کی بجائے اسے ظاہر پر محمول کر کے پھر اپنے خبث باطن کا اظہار کرتے ہیں۔

گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

آخر میں ہم قارئین کی خدمت میں حضرت مرزا صاحب کی چند تحریریں پیش کرتے ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ایک سچے عاشق رسولؐ تھے اور اہل بیت کی محبت میں سرشار تھے۔ اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے جس عشق وفدائیت کا اظہار آپ نے اپنی نظم ونثر میں فرمایا اور جس کثرت سے فرمایا اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیت کے مقام کا جو عرفان اپنی جماعت کو عطا کیا اس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔ پس ایسے شخص پر گستاخِ رسولؐ ہونے کا الزام لگانا یقیناً ایک بہت بڑا افتراء ہے۔

حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است — خاکم نثار کوچۂ آلِ محمدؐ است

دیدم بعین قلب و شنیدم بگوش ہوش — در ہر مکاں ندائے جلال محمدؐ است

ایں چشمہ رواں کہ بخلق خدا دہم — یک قطرۂ زبحرِ کمال محمدؐ است

(مجموعہ اشتہارات۔ جلد ۱۔ اشتہار نمبر ۲۸۔ صفحہ ۹۷)

ترجمہ:۔ میرے دل و جان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال پر فدا ہیں۔ میری خاک آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کوچہ پر قربان ہے۔

میں نے اپنے دل کی آنکھ سے دیکھا اور ہوش کے کان سے سنا کہ ہر جگہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جلال کی گونج پائی جاتی ہے۔

معارف کا یہ جاری چشمہ جو میں مخلوق خدا کو دے رہا ہوں۔ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال کے سمندر کا ایک قطرہ ہے۔

۲۔ ”افاضہ انوارِ الٰہی میں محبتِ اہلِ بیت کو بھی نہایت عظیم دخل ہے اور جو شخص حضرت احدیت کے مقربین میں داخل ہوتا ہے وہ انہیں طیبین طاہرین کی وراثت پاتا ہے اور تمام علوم و معارف میں ان کا وارث ٹھہرتا ہے“۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد ۱ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳۔ صفحہ ۵۹۸)

۳۔ ”یہ عاجز بھی اس جلیل الشان نبیؐ کے احقر خادمین میں سے ہے کہ جو سید الرسل اور سب رسولوں کا سرتاج ہے۔ اگر وہ حامدؐ ہیں تو وہ احمدؐ ہے۔ اگر وہ محمودؐ ہیں تو وہ محمدؐ ہے صلی اللہ علیہ وسلم“۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد ۱ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳۔ صفحہ ۵۹۴)

۴۔ ”وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اَنِّیْ عَاشِقُ الْاِسْلَامِ وَ فِدَاءُ حَضْرَۃِ خَیْرِ الْاَنَامِ وَ غُلَامُ اَحْمَدَ الْمُصْطَفٰی“

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵۔ صفحہ ۳۸۸)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں اسلام کا حقیقی عاشق اور حضرت خیر الانام ﷺ پر دل و جان سے فدا اور احمد مصطفیٰ کا غلام ہوں۔

۵۔ ”آخری وصیت یہی ہے کہ ہر ایک روشنی ہم نے رسول نبی امی کی پیروی سے پائی ہے اور جو شخص پیروی کرے گا وہ بھی پائے گا اور ایسی قبولیت اس کو ملے گی کہ کوئی بات اس کے آگے انہونی نہیں رہے گی زندہ خدا جو لوگوں سے پوشیدہ ہے اس کا خدا ہوگا۔ اور جھوٹے خدا سب اس کے پیروں کے نیچے کچلے اور روندے جائیں گے وہ ہر ایک جگہ مبارک ہوگا اور الٰہی قوتیں اس کے ساتھ ہوں گی“۔ (سراج منیر روحانی خزائن جلد ۱۲۔ صفحہ ۸۲، ۸۳)

۶۔ ”یہ تمام شرف مجھے صرف ایک نبی کی پیروی سے ملا ہے جس

کے مدارج اور مراتب سے دنیا بے خبر ہے یعنی سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم''۔ (چشمہ مسیحی روحانی خزائن جلد۲۰۔ صفحہ۳۵۴)

۷۔ ''میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سید و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو میں نے جو کچھ پایا اس پیروی سے پایا اور میں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفتِ کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے''۔

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد۲۲۔ صفحہ۶۴،۶۵)

۸۔ ''حضرت افضل الرسل خیر الرسل فخر الرسل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر اور اس کی پاک اور کامل حدیث اور خدا کا سچا نور اور بلا ریب کلام ترک کر کے پھر اور کونسی پناہ ہے جس طرف رخ کریں اور اس سے زیادہ کونسا چہرہ پیارا ہے جو ہماری دلبری کرے''۔ (الحکم نمبر۳۴۔ ۸ نومبر ۱۸۹۸ء۔ جلد نمبر۲۔ صفحہ۶)

۹۔ ''بلا شبہ کلامِ الٰہی سے محبت رکھنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبہ سے عشق پیدا ہونا اور اہل اللہ کے ساتھ حبِ صافی کا تعلق حاصل ہونا یہ ایک ایسی بزرگ نعمت ہے جو خدا تعالیٰ کے خاص اور مخلص بندوں کو ملتی ہے اور دراصل بڑی بڑی ترقیات کی یہی بنیاد ہے اور یہی ایک تخم ہے جس سے ایک بڑا درخت یقین اور معرفت اور قوت ایمانی کا پیدا ہوتا ہے اور محبت ذاتیہ جلّ شأنہ کا پھل اس کو لگتا ہے''۔ (الحکم نمبر۷۔ ۳ مارچ ۱۸۹۹ء۔ جلد۳۔ صفحہ۳)

۱۰۔ ''میں خوب جانتا ہوں کہ ہماری جماعت اور ہم جو کچھ ہیں اسی حال میں اللہ تعالیٰ کی تائید اور اس کی نصرت ہمارے شامل حال ہوگی کہ ہم صراط مستقیم پر چلیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اور سچی اتباع کریں، قرآن شریف کی پاک تعلیم کو اپنا دستور العمل بنا دیں اور ان باتوں کو ہم اپنے عمل اور حال سے ثابت کریں، نہ صرف قال سے۔ اگر ہم اس طریق کو اختیار کریں گے تو یقیناً یاد رکھو کہ ساری دنیا بھی مل کر ہم کو ہلاک کرنا چاہے تو ہم ہلاک نہیں ہو سکتے۔ اس لئے کہ خدا ہمارے ساتھ ہوگا''۔ (الحکم نمبر ۳۲۔ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۴ء۔ جلد ۸۔ صفحہ ۴)

اور فرمایا

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم
ہر تار و پودِ من بسرا ید بعشق اُو
از خود تہی واز غم آں دلستاں پرم

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد نمبر ۳۔ صفحہ ۱۸۵)

ترجمہ:۔ میں خدا تعالیٰ کے بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں سرشار ہوں۔ اگر اسی بات کا نام کفر ہے تو بخدا میں سخت کافر ہوں۔ آپ کا عشق میرے وجود کے ہر رگ و ریشہ میں سرایت کر چکا ہے میں اپنے آپ سے خالی اور اس کے محبوب کے غم سے پر ہوں۔

Faisalah Quran -o- Sunnat ka Chale Ga

Bajawab

Faisalah Āp Karen

(Quran and Sunnat`s wordict will hold good,

Rejoinder to

"You give wordict")

Language:- ***Urdū***

This booklet briefly rebutes the objections raised by Mr. Abdur - Rahmān Yaqūb Bawa in the leaflet published by Majlis Tahaffuz Khatme - Nabuwwat Multan against the founder of the Ahmadiyya Jama`at